مولانا مُحمّد صاحب گنگن پوری
مدرس مدرسہ رحمانیہ (گارڈن ٹاؤن) لاہور

عورت نکاح میں ولی کی محتاج کیوں ہے؟

(اس قسط میں قرآنی آیات سے اس مسئلے کو واضح کیا گیا ہے، آئندہ اشاعت میں احادیث کی روشنی میں اس پر بحث کی جائے گی)

مسئلہ ـــــ

عورت نکاح کرنے میں ولی کی محتاج کیوں ہے اور مرد محتاج کیوں نہیں؟

جواب ـــــ

اس سوال کا مختصر جواب یہ ہے کہ عورت ناقص عقل، کمزور فطرت، کوتاہ بین، دھوکہ فریب کھانے والی ہے جیسا کہ قرآن و حدیث اور تاریخ سے ثابت ہے۔ اس واسطے وہ مرد کی محتاج ہے تاکہ وہ اس کو نقصان اٹھانے سے بچائے اور یہ عورت کی ہمدردی اور خیر خواہی کے پیش نظر کیا گیا ہے۔ برخلاف اس کے مرد کامل عقل، طاقت ور، دور اندیش، مجاہد، شجاع اور حکمران پیدا ہوا ہے۔ لہذا وہ ولی کا محتاج نہیں۔

آئندہ سطور میں اس کی تفصیل ملاحظہ فرمائیے

مرد کا مقام اور عورت کی حیثیت

ذمہ داریوں کا بار تمام تر مرد پر ہے اور وہی اس کا اہل ہے۔

زمین کی خلافت و حکومت کا بار اٹھانے کے لیے اللہ تعالیٰ نے صرف مرد (آدم ؑ) کو منتخب فرمایا ہے اور تعلیم بھی اسی کو دی ہے تاکہ اس میں خلافت کی اہلیت پیدا ہو جائے اور مسجودِ ملائکہ بھی اسی کو بنایا تاکہ اس کی خلافت سے کوئی انکار کی جرأت نہ کرے اور جس نے انکار کیا اس کو ملعونِ ابدی بنا دیا تاکہ اوروں

کو بنایا ہو۔ حوا کو نہ تعلیم دی، نہ مسجودِ ملائکہ گردانا، نہ انتخابِ حکومت میں آئیں۔ قرآن مجید میں ہے:۔

إِنِّي جَاعِلٌ فِي الْأَرْضِ خَلِيفَةً ط [1]

یعنی میں زمین میں (آدمؑ) کو اپنا خلیفہ (نائب) بنانا چاہتا ہوں۔

جامع البیان میں ہے:۔

یعنی آدم فھو خلیفۃ اللہ فی ارضہ ینفذ قضاء اللہ واحکامہ

جلالین میں ہے:

یخلفنی فی تنفیذ احکامی فیہا و ھو آدم

یعنی آدمؑ زمین میں اللہ تعالیٰ کے نائب اور کائنات پر حاکم ہیں۔ وہ اللہ عزوجل کے احکام اور فیصلہ جات دنیا میں جاری فرمائیں گے۔

یہ ایسا ہی ہے جیسے اللہ تعالیٰ نے داؤد سے فرمایا:۔

يٰدَاوٗدُ إِنَّا جَعَلْنٰكَ خَلِيفَةً فِي الْأَرْضِ [2]

یعنی اے داؤد! ہم نے تجھے زمین میں خلیفہ (نائب) کیا۔

یہ خلافت و حکومت بہت بڑی خدمت و ذمہ داری ہے جس کی برداشت صرف مرد ہی کر سکتا ہے۔ عورت اس کی متحمل نہیں ہو سکتی۔ اسی واسطے اللہ تعالیٰ نے نبوت اور حکومت مردوں کے ساتھ خاص کر دی ہے۔ عورت نبی ہو سکتی ہے نہ حاکم۔ چنانچہ ارشاد ہے:

وَمَا أَرْسَلْنَا قَبْلَكَ إِلَّا رِجَالًا نُّوحِي إِلَيْهِمْ [3] پ

یعنی اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہم نے آپ سے پہلے جتنے انبیاءؑ بھیجے ہیں، سب مرد ہی تھے۔

اور حدیث میں ہے:۔

لَنْ يُّفْلِحَ قَوْمٌ وَلَّوْا أَمْرَهُمْ امْرَأَةً [4]

---

[1] البقرہ: ۳۰ [2] ص: ۲۶ [3] الانبیآء: ۷، [4] بخاری

یعنی وہ قوم ہرگز کامیاب نہ ہوگی جس نے عورت کو اپنا حاکم بنایا۔

جب نائبِ خدا اور شاہِ ارض مرد ہے اور کل کائنات پر احکام جاری کرنے کا وہی حقدار ہے تو عو
پر بھی احکامِ نکاح طلاق وغیرہ جاری کرنے کا وہی حقدار ہوگا۔

اللہ تعالیٰ کی امانت (احکامِ شریعت) کا بار بھی مرد (آدمؑ) نے ہی اٹھایا ہے۔ چنانچہ ارشاد ہے

إِنَّا عَرَضْنَا الْأَمَانَةَ عَلَى السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ وَالْجِبَالِ فَأَبَيْنَ أَنْ
يَحْمِلْنَهَا وَأَشْفَقْنَ مِنْهَا وَحَمَلَهَا الْإِنْسَانُ [1]

یعنی ہم نے اپنی امانت آسمان وزمین اور پہاڑوں پر پیش کی انہوں نے اٹھانے سے انکار کر دیا
اور اس سے ڈر گئے اور آدمؑ نے اس کو اٹھا لیا۔

ابن جریر میں ہے:

عن ابن عباس قوله انا عرضنا الامانة الطاعة عرضنا عليها قبل ان يعرضها على آدمؑ فلم تطقها فقال لآدمؑ انی قد عرضت الامانة على السموٰت والارض والجبال فلم تطقها فهل انت آخذها فقال یارب وما فيها قال ان احسنت جزيت وان اسأت عوقبت فاخذها آدمؑ فتحملها فذلك قوله وَحَمَلَهَا الْإِنْسَانُ إِنَّهُ كَانَ ظَلُومًا جَهُولًا

یعنی ابن عباس سے مروی ہے کہ امانت سے مراد طاعت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کو آسمان وزمین اور پہاڑوں پر پیش کیا۔ وہ اٹھا نہ سکے پھر آدمؑ سے فرمایا اے آدمؑ میں نے امانت آسمان زمین پہاڑوں پر پیش کی۔ وہ اٹھا نہیں سکے کیا تو اس کو اٹھائے گا۔ آدمؑ نے عرض کیا اس میں کیا ہے؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اگر تو نیکی کرے گا جزا دیا جائے گا اور برائی کرے گا تو سزا پائے گا۔ آدمؑ نے اس کو اٹھا لیا۔ پس اللہ تعالیٰ کے قول وحملها الانسان سے یہی مراد ہے۔

اور ابن زید کے قول میں ہے:

---

[1] الاحزاب: ۷۲

قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم وعرضہا اللّٰہ علی اٰدمؑ فقال بین اذنی و عاتقی　　یعنی رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللّٰہ تعالیٰ نے امانت آدمؑ پر پیش کی تو اس نے کہا میں نے یہ امانت اپنے کندھے پر اٹھالی۔

نیز ابن عباسؓ سے ہے :۔

الامانۃ الفرائض التی افترضہا اللّٰہ علی العباد

یعنی امانت سے مراد فرائض ہیں جو اللّٰہ تعالیٰ نے بندوں پر فرض کیے ہیں۔

قتادہؒ نے کہا :۔

یعنی بہ الدین والفرائض والحدود　یعنی امانت سے مراد دین کے فرائض اور حدود ہیں۔

ان اقوال اور ان جیسے دیگر اقوال سے جو ابن جریر نے باسند روایت کیے ہیں۔ ظاہر ہے کہ یہ امانت اللّٰہ تعالیٰ نے آدمؑ پر پیش کی تھی جو اس کی اہلیت اور استطاعت رکھتے تھے۔ حوا پر پیش نہیں کی کیونکہ وہ اس کی متحمل نہیں ہو سکتی تھیں اور یہ بھی ظاہر ہے کہ ایسی کٹھن ذمہ داری جس کو سخت سے سخت تر مخلوق آسمان زمین پہاڑ نہ اٹھا سکے آدمؑ نے اٹھالی تو اصل حامل شریعت مرد ہی ہوا، بالتبع عورت بھی ہوئی مگر تعبدی احکام نماز، روزہ وغیرہ میں، سیاسی امور جنگ جہاد[1] اور حکومت وغیرہ مرد کا ہی حصہ رہا۔ لہٰذا نکاح طلاق وغیرہ جو سیاست (انتظام) سے تعلق رکھتے ہیں مرد کے اختیار میں رہیں گے۔

اللّٰہ تعالیٰ نے جس طرح مرد کو تمام کائنات پر حکومت بخشی ہے اسی طرح اپنی ہم جنس عورت پر بھی حاکم بنایا ہے۔ ارشاد ہے :۔

اَلرِّجَالُ قَوّٰمُوْنَ عَلَی النِّسَآءِ بِمَا فَضَّلَ اللّٰہُ بَعْضَہُمْ عَلٰی بَعْضٍ وَّ بِمَآ اَنْفَقُوْا مِنْ اَمْوَالِہِمْ [2]

یعنی مرد عورتوں پر حاکم ہیں۔ اس سبب سے کہ اللّٰہ تعالیٰ نے بعض کو بعض پر فضیلت دی ہے اور مردوں نے اپنے مال خرچ کیے ہیں۔

---

[1] کتب القتل و القتال علینا و علی النساء جر الذیول ترجمہ ہم پر جنگ اور قتل و غارت فرض ... کی گئی [illegible]

[2] النساء : ۴، ۳۴

تفسیر جمل میں ہے:۔

یعنی ان اللہ تعالیٰ فضل الرجال علی النساء بامور منہا زیادۃ العقل و الدین والولایۃ و الشہادۃ و الجمعۃ و الجماعات و بالامامۃ لان منہم الانبیاء و الخلفاء و الائمۃ و منہا ان الرجل یتزوج باربع نسوۃ ولا یجوز للمرءۃ غیر زوج واحد و منہا زیادۃ النصیب فی المیراث وبیدہ الطلاق والنکاح والرجعۃ و الیہ الانتساب فکل ھذا یدل علی فضل الرجال علی النساء [1]

"یعنی اللہ تعالیٰ نے مردوں کو عورتوں پر بہت سے امور میں فضیلت دی ہے منجملہ ان کے عقل، دین، ولایت اور شہادت مردوں میں زیادہ ہے۔ اور جہاد، جمعہ اور جماعت مردوں پر فرض ہے اور انبیاء، خلفاء (بادشاہ) اور ائمہ بھی مرد ہی ہوتے ہیں اور مرد چار عورتیں کر سکتا ہے عورت کے لیے بیک وقت ایک خاوند سے زیادہ جائز نہیں۔ اور مرد کو میراث سے زیادہ حصہ ملتا ہے اور طلاق، نکاح اور عورتِ مطلقہ سے رجوع کرنا بھی مرد کے اختیار میں ہے اور سلسلۂ نسب بھی مرد سے چلتا ہے۔"

پس یہ تمام چیزیں دلیل ہیں کہ مرد عورتوں سے افضل ہیں۔ صاحبِ جمل نے اس آیت سے ع... پر مرد کی فضیلت کا استدلال کرتے ہوئے تصریح کی ہے کہ:۔

بیدہ الطلاق و النکاح و الرجعۃ یعنی طلاق، نکاح اور رجعت مرد کے اختیار میں ہے یعنی عورت خود مختار نہیں۔ پس عورت ولی کی اجازت کے بغیر نکاح نہیں کر سکتی۔

جس طرح دنیا کے کل امور کی حفاظت اور اصلاح نیز مرد و زن کے کل مسائل کی ذمہ داری مرد ... ہے اسی طرح آخرت کی اصلاح و فلاح کی ذمہ داری بھی مردوں پر عائد کی گئی ہے جیسا کہ ارشاد ہے:

يَاۤ اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قُوْۤا اَنْفُسَكُمْ وَ اَهْلِيْكُمْ نَارًا [2]

یعنی مومن مردو! تم اپنے نفسوں اور اپنے گھر والوں کو دوزخ کی آگ سے بچاؤ۔

---

[1] تفسیر جمل جلد ا: ۳۷۸ [2] التحریم: ۶

حاصل یہ ہے کہ دنیا اور آخرت کے کل امور میں سردار، مختار، ذمہ دار اور جواب دہ مرد ہی ہے اور طلاق دینے کرانے کا اختیار بھی مرد کو ہی ہے۔ عورت نکاح میں ولی نہیں ہو سکتی اور نہ اپنا نکاح ولی کی اجازت بغیر کرا سکتی ہے جیسا کہ آگے آئے گا۔ یہاں تک مختصر طور پر مرد کی غرضِ پیدائش اور اس کا مقام بیان کیا۔ آگے عورت کی حیثیت ملاحظہ فرمایئے۔

حضرت حوا کی غرضِ پیدائش کے متعلق ارشاد ہے:

هُوَ الَّذِیْ خَلَقَکُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّجَعَلَ مِنْهَا زَوْجَهَا لِیَسْکُنَ اِلَیْهَا[1]

یعنی اللہ ایسا قادر و منعم ہے جس نے تم کو ایک تن واحد (آدم) سے پیدا کیا اور اس سے اس کا جوڑا (حوا) بنایا تاکہ وہ اس جوڑے سے اُنس حاصل کرے۔

اور عورتوں کی غرضِ پیدائش کے متعلق یوں ارشاد ہے:

وَمِنْ اٰیٰتِهٖۤ اَنْ خَلَقَ لَکُمْ مِّنْ اَنْفُسِکُمْ اَزْوَاجًا لِّتَسْکُنُوْۤا اِلَیْهَا وَجَعَلَ بَیْنَکُمْ مَّوَدَّةً وَّرَحْمَةً[2]

یعنی اللہ کی قدرت کی نشانیوں سے یہ بھی ہے کہ اس نے تمہارے لیے تمہاری جنس سے بیویاں پیدا کیں تاکہ ان سے اُنس و آرام حاصل کرو۔ اور تمہارے اور تمہاری بیویوں کے درمیان محبت اور رحمدلی پیدا کی۔

دوسری غرض عورت کی پیدائش سے اولاد ہے۔ ارشاد ہے۔

نِسَآؤُکُمْ حَرْثٌ لَّکُمْ[3] تمہاری بیویاں تمہارے لیے بمنزلہ کھیت کے ہیں کہ ان سے اولاد پیدا ہوتی ہے۔

تیسری غرض عورت سے اولاد کی تربیت اور گھر بار کی حفاظت و نگرانی ہے جیسا کہ ارشاد ہے:

وَالْوَالِدٰتُ یُرْضِعْنَ اَوْلَادَهُنَّ حَوْلَیْنِ کَامِلَیْنِ[4]

یعنی مائیں اپنی اولاد کو پورے دو سال دودھ پلائیں۔

[1] الاعراف: ۱۸۹ [2] الروم: ۲۱ [3] البقرہ: ۲۲۳ [4] البقرہ ۲۳۳

نیز فرمایا:۔

فَالصّٰلِحٰتُ قٰنِتٰتٌ حٰفِظٰتٌ لِّلْغَيْبِ[1]

جامع البیان میں ہے:۔

مطیعات لازواجھن تحفظ فی غیبته نفسھا و ماله ۔

یعنی نیک عورتیں وہ ہیں جو خاوندوں کی تابعدار اور ان کی عدم موجودگی میں اپنے نفس اور ان کے مال کی حفاظت کرتی ہیں۔

حدیث میں ہے:۔

والمرأة راعیة علی بیت زوجها وولده وهی مسئولة عنهم[2]

یعنی عورت اپنے خاوند کے گھر اور اس کی اولاد پر نگران ہے اور وہ ان سے پوچھی جائے گی۔

اس آیت وحدیث اور دیگر آیات واحادیث سے ثابت ہے کہ عورت اپنے نفس اور خاوند کے گھر مال واولاد کی مالک نہیں صرف نگران ہے۔ اسی واسطے وہ اپنے اور اپنی اولاد کے نان ونفقہ وغیرہ کی ذمہ دار نہیں بلکہ اس کا ذمہ دار مرد ہے جیسا کہ ارشاد ہے:۔

وَعَلَى الْمَوْلُودِ لَهُ رِزْقُهُنَّ وَكِسْوَتُهُنَّ بِالْمَعْرُوفِ[3]

یعنی ان کا رزق اور لباس دستور کے مطابق باپ پر ہے۔

پس مذکورہ بالا سطور سے واضح ہو گیا کہ عورت کی غرض پیدائش گھر بار کی نگرانی، بچوں کی تربیت خاوند کا آرام وراحت اور خدمت ہے۔ فقط اس سے زیادہ اس کو اختیار دینا خلاف منشا الٰہی ہے لہٰذا وہ ولی نکاح نہیں ہو سکتی نہ اپنا نکاح خود کرا سکتی ہے۔

بایں ہمہ عورت عقل ودین میں ناقص بھی ہے۔ قرآن مجید میں ہے:۔

اَوَمَنْ يُّنَشَّؤُا فِي الْحِلْيَةِ وَهُوَ فِي الْخِصَامِ غَيْرُ مُبِيْنٍ[4]

حاصل معنی یہ ہے کہ عورت ناقص عقل ہے۔ اسی واسطے وہ ادنیٰ چیزوں زیور وغیرہ کی دلدادہ ہے

[1] النساء: ۳۴ [2] بخاری ومسلم [3] البقرہ: ۲۳۳ [4] زخرف: ۱۸

...رت حاصل کرنے سے غافل ہے ۔ نیز بات کرنے میں کمزور ہے۔

حدیث میں ہے:

ما رایت من ناقصات عقل و دین أذهب للب الرجل الحازم من احداکن قلن وما نقصان دیننا وعقلنا یا رسول اللّٰہ، قال: الیس شهادة المرءة نصف شهادة الرجل، قلن: بلی، قال: فذلك من نقصان عقلها، قال: الیس اذا حاضت لم تُصَلِّ ولم تَصُمْ، قلن: بلی، قال: فذلك من نقصان دینها متفق علیه

ترجمہ: رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا کہ میں نے عورتوں سے زیادہ ناقصِ عقل و دین کسی کو نہیں دیکھا۔ یہ عقل مند کی عقل بھی کھو دیتی ہیں۔ عورتوں نے عرض کیا کہ یا حضرتؐ ہمارے دین و عقل کا نقصان کیا ہے؟ آپ نے فرمایا عورت کی گواہی مرد کی نصف گواہی کے برابر ہوتی ہے یہ ان کے عقل کا نقصان ہے اور جب عورت حائضہ ہوتی ہے تو نماز روزہ نہیں کرتی یہ ان کے دین کا نقصان ہے [1]

اس حدیث میں آپ نے اس آیت کی طرف اشارہ فرمایا ہے:

فَإِنْ لَّمْ يَكُونَا رَجُلَيْنِ فَرَجُلٌ وَّامْرَأَتَانِ مِمَّنْ تَرْضَوْنَ مِنَ الشُّهَدَآءِ أَنْ تَضِلَّ إِحْدٰهُمَا فَتُذَكِّرَ إِحْدٰهُمَا الْأُخْرٰى [2]

یعنی اگر دو مرد گواہ نہ ملیں تو ایک مرد اور دو عورتیں گواہ بنالو۔ اگر ایک بھول جائے تو دوسری اسے یاد دلا دے گی۔

جب یہ ثابت ہو گیا کہ عورت ناقصِ عقل اور کمزور فطرت ہے اور اس کی غرضِ پیدائش صرف مرد کا آرام و راحت و خدمت اور گھر کی نگرانی اور بچے جننا ہے تو اہم امور خلافت، نبوت، امامت، حکومت، ...نکاح کرنا کرانا اور طلاق اس کے اختیار میں دینا عقلمندی نہیں۔ اس واسطے اللہ تعالیٰ عالم الغیب نے یہ

[1] بخاری و مسلم [2] البقرہ: ۲۸۲

تمام کام اس کے اختیار میں نہیں دیئے بلکہ ان سب کا مالک و مختار مرد کو بنایا ہے۔

اگر طلاق عورت کے ہاتھ میں ہوتی تو کوئی خانہ آباد اور کوئی مرد سکھی نہ ہوتا اور کسی آدمی کو چین او سکون کی زندگی میسر نہ ہوتی۔ بات بات پر ناراض ہو کر طلاق دے کر رخصت ہو جاتی۔

شیخ سعدیؒ فرماتے ہیں:۔

ع، شبے ماند شبے دیگر نمے ماند

اسی طرح اگر نکاح کرنا کرانا اس کے اختیار میں ہوتا تو وہ اپنی کم عقلی، کوتاہ بینی، کم علمی اور کمزور فطر کے باعث غیر مناسب اور غلط کار لوگوں کے دام فریب میں پھنس کر ان کی آرائش و زیبائش ظاہری ۔ دھوکہ کھا کر ان سے نکاح کر لیتی اور عمر بھر تلخیاں برداشت کرتی اور اپنے ورثا اولیاء کو بھی مصائب میں مبتل کر دیتی جیسا کہ حضرت حواءؑ نے آدمؑ کو اور خود اپنی ذات کو مصائب میں ڈال دیا:

لو لا حواء لم تخن انثیٰ زوجها الدهر (بخاری ومسلم)

یعنی اگر حواء خیانت نہ کرتیں تو کوئی عورت اپنے خاوند کی کبھی خیانت نہ کرتی۔

اسی واسطے اللہ تعالیٰ نے جو ارحم الراحمین ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو رحمۃ للعالمین ہیں عورت پر شفقت کی کہ ولی کو اس کا شریک کار فرمایا اور بغیر اجازت ولی کے نکاح کی اجازت نہیں دی ت وہ سوچ سمجھ کر اس کے لیے بہتر اور موزوں جگہ تجویز کرے اور تکلیف ونقصان سے بچائے۔ (باقی آئند

طلبۂ دینی مدارس کے لیے خصوصی رعایت

"محدث" شمارہ ۲، ۳ اشاعت جنوری فروری ۱۹۷۱ء میں ماہنامہ "محدث" لاہور کے زر سالانہ کے سلس میں ضروری وضاحت ہو چکی ہے کہ طلبہ کے لیے بھی زر سالانہ ۱۰ روپے ہی ہے۔ کیونکہ ہمارے قارئین کی اکث طالبانِ علم کی ہے۔ نیز طلبہ مدارس عربیہ کے لیے خصوصی طور پر ہم عربی مضمون شامل اشاعت کرتے ہیں جس کا ا ترجمہ اگلے شمارہ میں دیا جاتا ہے۔ اب دینی مدارس کے طلبہ کا شوق اور مالی حالت کے پیش نظر ادارہ "محدث" نے ا سالانہ خریداری پر ۲/۵۰ رعایت کا فیصلہ کیا ہے۔ اس لیے طلبہ ۷/۵۰ روپے زر سالانہ ارسال کریں۔ ا ششماہی ۵ روپے ہی ہوگا (ادارہ)